ہفت روزہ اخبارِ جہاں کراچی
28 May - 03 June 2018

فیچر

”دودریا“ بند ہوجائے گا؟

اہلِ کراچی خوبصورت ساحلی نظاروں والی انوکھی فوڈ اسٹریٹ سے محروم ہوسکتے ہیں

نزہت نثار

کراچی والوں کا فخر سمندر ہے۔ وہ کسی بھی ملک چلے جائیں، کراچی کے موسم اور سمندر کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ بہت خوبصورت ہے بلکہ اس لیے کہ یہ ان کا اپنا ہے۔ پچھلے کچھ برسوں میں امن وامان کی صورتحال بہتر ہوئی تو تفریحی مقامات سے شہریوں کی دلچسپی میں بھی اضافہ ہوا، البتہ مضحکہ خیزی کی حد تو دیکھئے کہ اب مواقع میسر ہیں تو شہر کی دلچسپیاں ایک ایک کرکے ختم کی جارہی ہیں۔

کراچی شہر کئی حصوں میں منقسم ہے۔ سمندر، شہر کا مرکز نہیں لیکن کوئی بھی جشن منانے کے لیے مرکز جیسی اہمیت سمندر اور اس کے قریب موجود دلفریب مقامات کو ہی حاصل ہے۔ اس جگہ ہونے والی کوئی بھی تبدیلی پورے شہر میں محسوس کی جاتی ہے۔ شہر میں ایسے لاتعداد ساحلی پوائنٹ ہیں جہاں سیر وتفریح سے لطف اندوز ہوا جاتا ہے، البتہ بہترین سہولتوں سے آراستہ، معیاری مقام کا ذکر کیا جائے تو بے اختیار دودریا کا نام ذہن میں آتا ہے۔ کلفٹن کی ساحلی پٹی کے ساتھ موجود دو دریا کے ریستوران، شہریوں کے لیے پسندیدہ ہیں، اور کیوں نہ ہوں، عوام کا ماننا ہے کہ ایسی خوبصورت جگہ پورے ملک میں کہیں نہیں ہے۔

ڈیڑھ کلومیٹر طویل فوڈ اسٹریٹ دو دریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے فیز 8 میں واقع ہے اور اسی بناء پر ڈی ایچ اے کے انتظامی دائرہ میں شامل ہے۔ یہ جگہ جس قدر خوبصورت ہے، اس کا نام بھی اتنا ہی منفرد ہے، لیکن اگر آپ ”دودریا“ کے لفظی معنوں میں یہاں دو دریا تلاش کرنے آئے ہیں تو یہ جان لیجئے کہ یہ سمندر کے کنارے پر ہے اور یہاں دور دور تک ایک دریا بھی موجود نہیں۔ فارسی زبان میں دریا کا مطلب سمندر ہوتا ہے اور اس خوبصورت جگہ کا نام دودریا اس لیے رکھا گیا ہے کہ ریستوران کے دو جانب سمندر کا دلکش نظارہ ہے۔ یہاں تمام ریستوران لکڑی کے ہیں اور سمندر کی لہروں سے محفوظ رکھنے کے لیے لکڑی کے اونچے ستونوں پر بڑی مہارت کے ساتھ قائم کیے گئے ہیں۔ آپ خود بتائیں خوش ذائقہ کھانے، ٹھنڈے مشروبات، گرم بھاپ اڑاتی چائے اور کافی نوش کرتے ہوئے، تاحدنگاہ بحیرہ عرب کا دلفریب نظارہ شہر کے کون سے دوسرے مقام پر کیا جاسکتا ہے؟ اپنی نوعیت کی منفرد فوڈ اسٹریٹ کو صرف کراچی ہی نہیں بلکہ پاکستان بھر میں خاص امتیاز حاصل ہے، اس لیے اگر آپ نے آج تک دودریا نہیں دیکھا تو ایک بار وہاں ضرور ہو آئیں کہ اب کراچی کا یہ امتیاز ختم ہونے والا ہے۔

”رمضان المبارک کے بعد دو دریا پر موجود ریستوران بند کیے جارہے ہیں“ جس نے بھی یہ خبر پڑھی، افسوس کا اظہار کیا کہ شاید یہ ایک واحد جگہ ہے جو سب کے دل کے قریب ہے، پھر جلد ہی سوشل میڈیا پر دودریا اور دودریا بچاؤ کے ہیش ٹیگ کے ساتھ پیغامات کی بوچھاڑ ہو گئی جس میں دلفریب مقام کے بند کیے جانے پر شدید بے یقینی کا اظہار کیا جارہا تھا۔ کراچی والوں کے لیے تفریحی مواقع پہلے ہی مفقود تھے کہ اب دودریا بھی بااختیار افراد کے نئے منصوبوں کی نظر ہونے کو ہے لیکن یہ نئی بات نہیں، ماضی میں کراچی کے کئی تفریحی مقامات کمرشل ازم کی نظر ہوئے۔ وہ مقامات جہاں ہماری خوبصورت یادیں وابستہ تھیں، جہاں ہم نے کھیلتے کودتے، سیر وتفریح کرتے بچپن گزارا تھا، اب وہاں ہم اپنے بچوں کو نہیں لے جاسکتے کہ اب وہ عوامی مقامات قصہ ماضی بن چکے ہیں۔

دو دریا کے حوالے سے افواہوں اور خبروں کی بازگشت ابھی جاری تھی کہ اخبار جہاں کی ٹیم حالات کا جائزہ لینے دودریا پہنچی، اس وقت شام کے ساڑھے چار بج رہے تھے، ریستوران کا اسٹاف، اپنے مستقبل سے بے نیاز، تندہی سے مختلف کاموں میں مصروف تھا لیکن یہ سوال اہم تھا کہ یہاں کا مستقبل کیا ہوگا؟ کیا یہ فوڈ اسٹریٹ واقعی بند ہونے والی تھی؟ تو اب شہری سمندر کے قریب، ڈوبتے سورج اور سنہری شام کا نظارہ کرتے ہوئے خوش ذائقہ کھانوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے کہاں جائیں گے؟ اور کیا یہ جگہ بھی شہریوں سے اسی طرح چھین لی جائے گی جیسے کراچی کا سب سے بڑا ایکوریئم اور پہلا امیوزمنٹ پارک عوامی تفریح کا واحد ذریعہ ہونے کے باوجود بند کردیئے گئے تھے۔

دلچسپ بات تھی کہ عوام دودریا کے مستقبل سے جس قدر لاعلم ہیں، ریستوران منیجرز اور اسٹاف بھی اتنی ہی لاعلمی کا اظہار کررہے تھے، اخبار جہاں کے سوال پر ایک ریستوران منیجر نے بتایا، ”ہمیں بھی میڈیا کے ذریعے ہی پتہ چلا ہے کہ دودریا کو بند کیا جارہا ہے۔“ دودریا کے ریستوران مالکان کو انتظامیہ کی جانب سے کوئی نوٹس موصول نہیں ہوا تھا، لیکن وہ یہ جانتے تھے کہ 2018ء میں ڈی ایچ اے کے ساتھ ریستوران مالکان کے دو سالہ معاہدے کی معیاد ختم ہورہی تھی۔

ریستوران میں کھانے کی تیاری کا ایک منظر

کراچی میں ہر شخص کو خبر پہنچ چکی تھی کہ دودریا ریستوران بند کئے جارہے ہیں لیکن دودریا والوں کو اس حوالے سے براہ راست احکامات موصول نہیں ہوئے تھے۔ البتہ ہمارے سوال پر اس امکان کو رد بھی نہیں کیا گیا تھا۔ وہاں موجود ایک عہدیدار نے بتایا، ”ہم بس امید کررہے ہیں کہ یہ سب خبریں غلط ہوں اور ہمارا روزگار سلامت رہے۔“ ممکن ہے مستقبل میں ایک بار پھر مالکان اور انتظامیہ کا کوئی معاہدہ طے پاجائے لیکن اصل سوال اس غیر یقینی صورتحال کا ہے، جس میں ریستوران کے ملازمین اور عوام مبتلا ہیں۔

ریستوران کے ہیومن ریسورس افسر نے بتایا، ”2015ء میں جب اس جگہ کو خالی کرنے کی بات کی گئی تو ہم نے عدالت سے رجوع کیا تھا، پھر یہاں موجود ریستوران مالکان نے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی سے دوسالہ معاہدہ کرلیا، جس کے تحت 2018ء تک یہاں کاروبار کی اجازت دی گئی۔ اس معاہدے میں دو بڑے ریستوران شامل نہیں تھے اور انہوں نے کورٹ میں یہ اپیل دائر کی تھی کہ ریستوران انتظامیہ پر دو سالہ معاہدے کی تلوار لٹکانے کے بجائے، یہاں کاروبار کرنے کی آزادی اور اجازت دی جائے۔“

انہوں نے بتایا، ”میرا سوال ہے کہ پریشانی کیا ہے؟ کیا ہم کرایہ وقت پر ادا نہیں کررہے؟ کیا ہم نے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا کوئی قانون توڑا ہے؟ اس قسم کی خبروں سے ہمارے کاروبار کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے، اس بارے میں کوئی نہیں سوچ رہا۔“

دو دریا پر تقریباً 12 ریستوران موجود ہیں، جہاں انواع واقسام کے بین الاقوامی اور پاکستانی کھانوں کی زبردست رینج دستیاب ہوتی ہے، یہ ریستوران اپنے دلفریب ڈیزائن کی وجہ سے بھی مقبول ہیں۔ ظاہر ہے اعلیٰ معیار کی سہولتوں کا انتظام کسی فرد واحد کا کام نہیں، پارکنگ سروس سے بیرے اور ہیومن ریسورس افسر سے منیجر تک یہ فوڈ اسٹریٹ کم وبیش 5 ہزار افراد کے روزگار کا ذریعہ ہے جو 15 ہزار سے ڈیڑھ، 2 لاکھ تک تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ اس جگہ کو ختم کرنے کا مطلب بے روزگار شہریوں کی تعداد میں مزید اضافہ کرنا ہوگا۔

اس بات میں شک نہیں کہ چند سال پہلے تک لوگ یہاں آتے ہوئے خوف کا شکار ہوا کرتے تھے کہ یہ جگہ ون ویلنگ، بائیک ریس کے لیے شہر بھر میں بدنام تھی، تیز رفتاری کی بناء پر حادثات عام تھے، پارکنگ ایریا سے گاڑیوں کے سامان کی چوری اور موبائل فون چھیننے کی وارداتیں بھی آئے دن کا معمول تھیں۔ پچھلے دو برسوں میں ساحل تھانہ کی حدود سے اسلحے کے زور پر تین گاڑیاں، دو بائیک چھینی گئیں، ایک گاڑی اور پچیس بائیک چوری ہوئیں، دس موبائل فون چھین لیے گئے اور سات فون چوری ہونے کی شکایتیں درج کروائی گئیں۔ ماضی میں قتل کی کئی لرزہ خیز وارداتیں بھی یہاں پیش آئیں، ایک دل دہلا دینے والا واقعہ ایسی خاتون کے ساتھ پیش آیا تھا جو رات 9 بجے دودریا پر کھانا کھانے کے بعد اپنی کار میں بیٹے کے ساتھ گھر واپس جارہی تھیں، گھٹاٹوپ اندھیری اور سنسان سڑک پر ان کی گاڑی روکی گئی، موٹر سائیکل پر دو افراد سوار تھے، ایک نامعلوم موٹر سائیکل سوار نے خاتون کی کنپٹی پر پستول رکھ کر پرس اور نقدی مانگی، جو اس وقت فرنٹ سیٹ پر اپنے بیٹے کے برابر بیٹھی تھیں۔ موٹر سائیکل سواروں کو معلوم نہیں تھا کہ خاتون نے اپنا پرس پیروں کے پاس رکھا ہے، اس لیے جیسے ہی انہوں نے اپنا پرس اٹھانے کے لیے حرکت کی، ملزمان سمجھے کہ خاتون مزاحمت کرنے والی ہیں یوں سفاک موٹر سائیکل سوار مجرم نے ٹریگر دبا دیا اور خاتون سر میں گولی لگنے سے موقع پر ہی جاں بحق ہوگئیں، اس قسم کے لرزہ خیز واقعہ یقیناً دودریا کی سیکوریٹی پر سوالیہ نشان بنتے رہے ہیں، البتہ ساحل تھانہ کے ایس ایچ او شعیب الرحمان کے مطابق، اس علاقے میں جرائم کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے۔ ”پہلے یہ درخشاں تھانے کے زیر انتظام تھا لیکن تین برس سے دودریا، ساحل تھانے کی حدود میں شامل ہے اور میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں واردات کے بعد بچ نکلنا ناممکن ہے۔ پورے علاقے کی نگرانی کی جاتی ہے، سادہ لباس اہلکار دن بھر ڈیوٹی دیتے ہیں، دو پولیس موبائل تو صرف ریستورانز کی سیکورٹی کے لیے تعینات رہتی ہیں۔ کسی بھی علاقے میں حادثات اور دیگر جرائم پر مکمل طور پر قابو پانا ممکن نہیں ہوسکتا لیکن دودریا پر ان کی تعداد میں واضح کمی آئی ہے۔“ یہ سچ ہے کہ آج وہاں حادثات کی سب سے بڑی وجہ تیز رفتاری اور غیر ذمہ دارانہ ڈرائیونگ ہے اور اعداد وشمار سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دودریا پر جرائم کی شرح کم ہوئی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ دودریا جانے والی طویل سڑک آج بھی نہ صرف سنسان ہے بلکہ یہاں اسٹریٹ لائٹس کا فقدان بھی ہے جو شہریوں میں خوف کی اہم وجہ ہے۔

باقی صفحہ 64 پر

کھانے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے، سمندر میں ڈولتی کشتی کا نظارہ بھی کیا جاسکتا ہے

وہ جو ہماری تفریح گاہیں تھیں

کراچی شہر مختلف طبقات میں منقسم ہے اور 1980ء سے شہریوں کے لیے تفریحی مرکز کلفٹن رہا ہے۔ اس زمانے میں ”فن لینڈ“ شاید شہر کا سب سے پسندیدہ مقام تھا، شہر کے واحد امیوزمنٹ پارک میں ڈوج کار اور رولر کوسٹر رائیڈ کے مزے لینے کے لیے یہاں کا رخ کیا جاتا، عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے برابر میں سمندر کے بالکل سامنے موجود اس پارک کو جو اہمیت حاصل تھی، اسے کراچی کے لوگ آج بھی بھولے نہیں ہیں۔ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کی سرپرستی میں قائم کیا گیا یہ پارک، بیرون شہر سے آنے والے سیاحوں کے لیے بھی ہردلعزیز تھا لیکن پھر 2005ء میں امیوزمنٹ پارک کا بڑا حصہ گرا کر فن لینڈ کو چند رائیڈز تک محدود کردیا گیا، ساتھ ہی باغ ابن قاسم اور آئیکون ٹاور کی تعمیر نے اس جگہ کا نقشہ تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ صرف فن لینڈ ہی کیوں، کراچی کے سب سے بڑے ایکوریئم کو بھی 80ء اور 90ء کی دہائی میں مرکزی اہمیت حاصل تھی، لیکن مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے اسے 1998ء میں بند کردیا گیا۔ 2005ء سے اب تک کئی بار اسے عوام کے لیے دوبارہ کھولنے کا اعلان کیا گیا ہے، لیکن اب تک اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔ 1500 ایکڑ رقبے پر پھیلا یہ ایکوریئم آج باغ ابن قاسم کا حصہ ہے، لیکن اب بھی عوام اس کے مستقبل سے ناواقف ہیں، بالکل اسی طرح جیسے شہر میں موجود 500 تاریخی عمارتوں کا مستقبل ہمارے حکمرانوں کی بے پروائی سے تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ شاید مستقبل میں تاریخ داں ہمیں ایک ایسی قوم کے طور پر یاد رکھیں گے جن کو نہ تاریخی مقامات کو محفوظ کرنے کا ہنر آتا تھا اور نہ ہی نئے مقامات کو تاریخی بنانے کا!